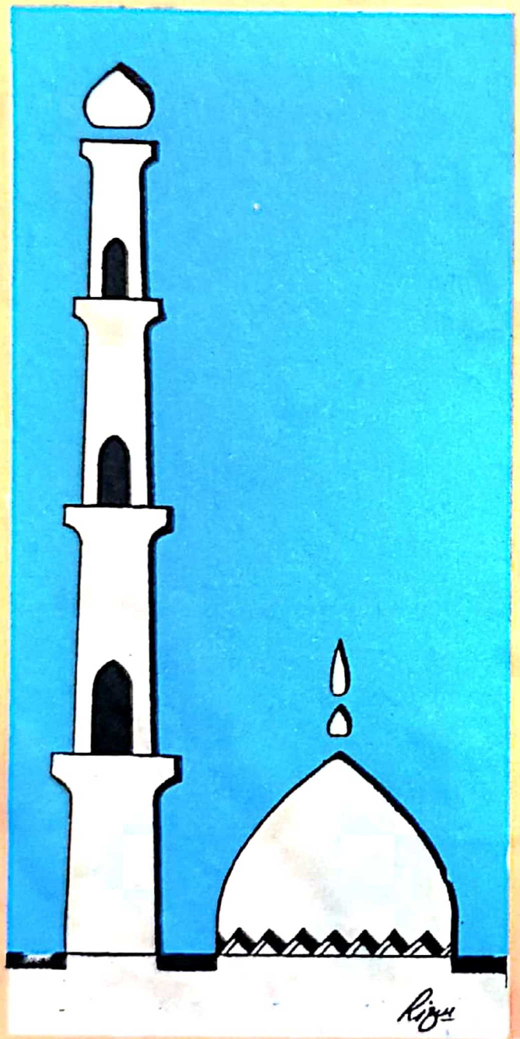
الطبقات الکبریٰ

مصنفہ علامہ عبدالوہاب الشعرانی

کا اردو ترجمہ

طبقات الاولیاء

از سید عبدالغنی وارثی مرحوم



اولیائے کرام وصوفیائے عظام کا مستند اور
کامل ترین تذکرہ، ایک صاحبِ عرفان حقیقت
بزرگ کے قلم صداقت رقم سے

نفیس اکیڈمی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچۂ مصنّف

امام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد شعرانی حمد و نعت کے بعد کہتے ہیں کہ اس کتاب میں میں نے ایسے اولیاء اللہ کے طبقات کا خلاصہ کیا ہے جن کی پیروی خدائے عزوجل کے طریق میں کی جاتی ہے یعنی صحابہ و تابعین وغیرہم جو نویں صدی ہجری کے آخر تک اور دسویں صدی کے اوائل میں گذرے ہیں اس کی تالیف سے میرا مقصود صرف اس قدر ہے کہ تصوف کے مقامات و احوال کے متعلق اس فرقہ کا طریق سمجھ میں آجائے۔ ان بزرگوں کی جتنی باتیں کہ پیشوایان دین کی کتابوں میں درج ہیں اُن میں سے میں نے صرف وہی منتخب کی ہیں جو حاصل کلام اور جان سخن ہیں اور جن میں یہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ اور علیٰ ہذا میں نے اُن کی ابتدا کے وہی حالات بیان کئے ہیں جو مریدوں کے نشاط کا باعث ہوں۔ جیسے بھوک کی شدت۔ بیداری کی کثرت، گم نامی کی محبت اور شہرت سے نفرت وغیرہا۔ یا جن سے شریعت کی تعظیم ثابت ہوتی ہے تاکہ اُن لوگوں کا وہم دفع ہو جو ان بزرگوں کی نسبت یہ خیال رکھتے ہیں کہ جب یہ تصوف پر چلتے ہیں تو شریعت میں سے کچھ ترک کر دیتے ہیں جیسا کہ ابن الجوزی نے امام غزالی بلکہ حضرت جنیدؒ اور حضرت شبلیؒ کی نسبت علانیہ لکھا ہے کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ ان بزرگوں نے شریعت کو بالکل ترک کر رکھ دیا ہے۔ اے کاش یہ لوگ صوفی نہ ہوئے ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ جب میں فقیروں سے ملا اور اُن کے طریقہ میں مشغول ہوا تو میرے ہم عصروں نے مجھے بھی ایسا ہی کہا۔

اور میرا گمان یہ ہے کہ اس جماعت کی باتوں کا صرف لُبِّ لباب ہی چھانٹ لینے کا جو التزام میں نے کیا ہے اس کا میرے سوا اور کسی نے اپنے طبقات میں خیال ہی نہیں رکھا ہے۔ دوسرے لوگوں کو صوفیوں کی جو باتیں اور حالتیں ہاتھ آئیں اُن سب کو اُنھوں نے حوالۂ قلم کر دیا اور کوئی فرق نہیں کیا کہ اُن کی کونسی باتیں اور حالتیں ہدایت کی ہیں اور کون سی درمیانی اور انتہائی زمانہ کی۔ حالانکہ ان لوگوں کی چُنی ہوئی باتیں لکھنے میں فائدہ یہ ہے کہ جب کوان لوگوں پر سچا عقیدہ ہوگا اور اُن کی باتوں کو دل سے مانے گا وہ اُن کے راستہ سے قریب ہو جائے گا۔ اس لئے کہ سچا مرید وہی ہے جو اپنے پیر سے کسی بات کو سُن کر جب اُس پر حزم و یقین کے ساتھ عمل کرے تو اس امر میں پیر کے برابر ہو جائے اور پیر کو مرید پر اس کے سوا اور کوئی فوقیت نہ رہے کہ یہ نعمت اس کے ذریعہ سے اُسے ملی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ مرید کا آغاز اُس کے پیر کا انجام ہے۔ کیونکہ پیر اپنی آخر عمر میں جو کچھ کہتا اور کرتا ہے وہ اُس کی ساری عمر کی

ریاضتوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔

میں نے اس کتاب کے لکھنے میں محدثین کا طرز اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو حکایتیں اور باتیں کہ مستند کتابوں میں جیسے امام قشیری کے رسالہ اور ابونعیم کی حلیہ میں مذکور ہیں اور انھوں نے اُن کی سند کے صحیح ہونے کی تصریح کردی ہے۔ اُن کو میں یقین کے الفاظ سے شروع کرتا ہوں اور علیٰ ہذا جن باتوں کو پیرانِ مکملین میں سے کسی نے احکام طریقت کے استدلال میں پیش کیا ہے۔ اُن کو بھی میں یقینی الفاظ سے لکھتا ہوں۔ اس لئے کہ اُن کا دلیل میں پیش کرنا خود اُس کی سند کے اُن کے نزدیک صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور جو امور کہ اِن دو طریقوں کے سوا اور طرز پر معلوم ہوئے ہیں اُن کو میں ایسی عبارت سے شروع کرتا ہوں جس سے اُس کا ضعیف ہونا پایا جائے جیسے "نقل ہے" یا "روایت ہے" وغیرہا۔ اور مخفی نہ رہے کہ جو امور کہ اس فرقہ کی کتابوں جیسے عوارف المعارف وغیرہا میں مذکور ہیں وہ صحیح السند کے حکم میں ہیں اس لئے میں اُن کو یقین کے الفاظ سے ذکر کروں گا جیسے علماء کہتے ہیں کہ شرح المہذب میں یوں لکھا ہے اور شرح الروضہ میں اس طرح پر ہے۔

واضح رہے کہ اس کتاب کو میں نے اُن پیران طریقت کے معتدبہ تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ جن سے میں دسویں صدی میں ملا اور ایک زمانہ تک اُن کی خدمت کی یا کوئی ادب حاصل کیا۔ میں نے ان لوگوں کی بھی ایسی باتیں اُسی طرح سے زیب خامہ کی ہیں جس طرح بزرگان دین سلف کی اور یہ سب پیرانِ طریقت مصر اور اُس کے علاقہ کے تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بھائیو سُنو! جو کوئی اس کتاب کو اعتقاد کے ساتھ پڑھے گا اور اس کے مضامین کو سنے گا وہ گویا اُن کل اولیاء اللہ کا زمانہ پائے گا اور اُن کا کلام سنے گا جن کا تذکرہ اس میں ہے۔ اس لئے کہ پیر سے نہ ملنا اس کی محبت اور صحبت کا مانع نہیں ہے۔ کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ساتھ محبت ہے۔ حالانکہ نہ ہم نے اُن کو دیکھا اور نہ اُن کا زمانہ پایا ہے۔ مگر ہم نے اُن کے اقوال سے فائدہ اٹھایا ہے اور اُن کے افعال کی پیروی کی ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ بتلا رہا ہے بات یہ ہے کہ جب معتقدات کی صورتیں دل میں نقش ہو جاتی ہیں اور صاف نظر آنے لگتی ہیں تو اشخاص کی صورتوں کے مشاہدہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ایک اور بات جتلا دینے کی یہ بھی ہے کہ جو شخص اس قسم کی کتابیں دیکھے اور اس کے دل میں خدائے عزوجل کے طریق کا میلان وشوق نہ پیدا ہو تو وہ مُردوں کے شمار میں ہے۔ والسلام۔

اور میں نے اس کتاب کا نام لواقح الانوار فی طبقات الاخیار رکھا ہے۔

اور اس کو ایک مقدمہ سے شروع کیا ہے۔ جس سے اس فرقہ کی نسبت ناظرین کا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو جائے گا اور وہ منکروں کو ترچھی نظروں سے دیکھنے لگیں گے کیونکہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر زمانہ میں اس فرقہ سے انکار ہوتا چلا آیا ہے۔ جس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ان کا ذوق اس قدر بلند ہے کہ بہت سی عقلیں وہاں تک پہنچ نہیں سکتیں۔ مگر اس سے اُن کے کمالات میں کچھ فرق نہیں آ سکتا جیسا